قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ط | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۴ | ۱۳ فروری ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ | نمبر ۶۴

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طبیعت بدستور سابق ہے۔ خداوند کریم حضور کو کلی صحت عطا فرماوے ٭

جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب دورہ تبلیغ سے ۱۲ فروری کو واپس تشریف لے آئے ہیں ٭

ولایت اور ماریشس جانے والے مبلغین کو پاسپورٹ موصول ہو چکے ہیں۔ انشاء اللہ عنقریب روانہ ہو جائینگے ٭

اخبار احمدیہ

مسیح موعود کی صداقت کا نشان

مولوی کرم داد صاحب دوالمیال سے تحریر فرماتے ہیں کہ مخالفین سلسلہ اپنے مولویوں کے اکسانے پر زور دکھا رہے ہیں۔ مگر خدائے قادر اپنی نصرتوں سے ہماری تائید کرتا ہے۔ حال ہی میں خدا تعالےٰ نے غیر احمدیوں کو ایک نشان بھی دکھایا۔ اور وہ یہ کہ مولوی لعل شاہ جو ہمارے سلسلہ کا سخت دشمن ہے۔ ان کا ایک مرید مسمی محمد علی ولد حسین قوم اعوان ایک بحث میں ہم سے جھگڑتا رہا۔ رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مرزا صاحب میرے گھر میں آئے۔ اور انہوں نے مجھے بازو سے پکڑ کر فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلو۔ میں اٹھ کر آپ کے ساتھ ہو گیا۔ جب گورستان کے قریب پہنچے۔ تو آپ نے ہاتھ مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا کہ تمہارا تو یہ مکان ہے، تم کیوں لڑتے جھگڑتے ہو۔ اسکے بعد آپ چلے گئے صبح اٹھ کر اس نے رؤیا میں جو کچھ دیکھا۔ اپنی عورت سے ذکر کیا۔ پھر گاؤں میں کئی آدمیوں کو بتایا۔ کہ میں نے اس طرح خواب دیکھا ہے۔ خدا کی قدرت کل جمعہ کے دن صبح کے وقت وہ اچانک مر گیا۔ اب غیر احمدی بجائے اسکے کہ اس نشان سے فائدہ اٹھاتے یہ مشہور کر رہے ہیں کہ محمد علی نے مرزا صاحب کا نام نہیں لیا تھا۔ بلکہ ایک بزرگ کہا تھا۔ حالانکہ محمد علی نے حضرت صاحب کا نام لیا۔ اور اس کی عورت نے تمام گاؤں کی عورتوں کو بتایا کہ اسکے خاوند کو حضرت مرزا صاحب ملے تھے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں پر رحم کرے ٭

دعائے صحت

جناب مولوی علی احمد صاحب حقانی ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور برادر فیض محمد صاحب لائلپور کی اہلیہ اور برادر نذیر احمد خان صاحب بھی بیمار ہیں۔ احباب ان

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

زرعی زمین کے خریداروں کو اطلاع

قادیان میں ایک زمین قریباً پچاس ساٹھ گھماؤں رہن ہونیوالی ہے۔ اس وقت زرعی زمین کی قیمت قادیان میں اڑھائی سو روپیہ گھماؤں تک ہے۔ اس سے نصف سو روپیہ یعنی سوا سو روپیہ فی گھماؤں پر یہ زمین رہن رکھی جائے گی۔ چونکہ بعض احباب قادیان میں زمین لینے کے خواہشمند ہیں اسلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو صاحب زمین لینا چاہتے ہوں فوراً دفتر الفضل میں اپنی درخواست بھیجدیں کہ کسقدر زمین لینا چاہتے ہیں ✦

زمین کا اکثر حصہ قریباً ایک جگہ واقعہ ہے یعنی کھیت پاس پاس ہیں۔ اگر فاصلہ ہے، تو بہت کم ہے جسمیں نگرانی میں فرق نہیں آسکتا۔ زمین بارانی ہے لیکن ایک کنواں غیر آباد اس زمین میں ہے جو سامان آبکشی لگانے سے پانی دینے کے قابل ہے اسمیں نصف کے حصہ دار اس زمین کے مرتہن ہو سکتے ہیں۔ اسوقت اس زمین کا لگان اوسطاً سات روپیہ فی گھماؤں ہے جسمیں سے اوسطاً اڑھائی روپیہ سرکاری لگان کے جاتے ہیں ✦

مرتہن اپنی سہولت کے لئے اگر چاہیں۔ تو یہ شرط کرا سکتے ہیں کہ دو یا تین سال کے بعد ہم تین چار ماہ کا نوٹس دیکر جس وقت چاہیں اپنا روپیہ واپس لے سکینگے یا یہ کہ اتنے عرصہ تک راہن کو زمین چھڑانے کا اختیار نہ ہوگا ✦

ضمیمہ اخبار الفضل کے متعلق اطلاع

مستورات کے متعلق جو ضمیمہ شائع کرنے کے لئے اخبار الفضل میں اعلان ہو چکا ہے۔ اور جس کا ایک نمبر بطور نمونہ کے شائع ہو چکا ہے اس کو اور نمبر شائع کرنے میں اسلئے دیر ہے کہ خریداروں کا پتہ لگ جائے۔ کہ کسقدر احباب اسکے خریدار بننا چاہتے ہیں۔ جب اندازہ ہو جائے گا۔ تو متواتر نمبر نکلنے شروع ہونگے۔ کاغذ وغیرہ کی گرانی کی وجہ سے بغیر اندازہ کئے زیادہ تعداد میں ضمیمہ شائع نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے دوست جلد خریداری کی اطلاع دیں تاکہ ضمیمہ باقاعدہ شائع ہونا شروع ہو جائے ✦

جنگ کی خبریں

غنیم کا شدید نقصان
لنڈن ۹ فروری - بلجیم کی ایک سرکاری مراسلت مظہر ہے کہ جرمنوں کی ایک مضبوط جماعت نے ڈکس موڈ کے جنوب میں ہماری چوکیوں پر حملہ کیا۔ لیکن ہم نے اسکی خاطر تواضع بندوقوں اور کلدار توپ کی گولہ باری سے کی۔ اور اسکو بالکل نیست و نابود کر دیا۔ پسماندگان مطیع ہو گئے ✦

لاشوں کے ڈھیر
ہماری خندقوں کے سامنے لاشوں کے ڈھیر پڑ گئے۔

دریائے انکر پر تازہ فتوحات
لنڈن ۸ فروری - پیرس اخبار میں ٹی کا نامہ نگار دریائے سوم پر برطانوی جنگی کارروائیوں کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ دریائے انکر مقامی خصوصیت رکھتا تھا۔ لیکن ان سے بے یوم کے سامنے حالت بہت کچھ رو با صلاح ہے ✦

شاندار اتحادی کامیابی
ساتھ ہی گوادکورٹ کے شمال مغرب میں شاندار حملے سے ہم خفیف نقصان کے ساتھ نصف گھنٹے میں تمام مقصود پر آسانی اور سہولت سے کامیاب ہوئے ✦

جرمنوں کی شکست
جرمنوں نے شدید اور سخت حملے کی کوشش کی۔ لیکن ایک لمحے تک بھی گولہ باری کی تاب نہ لا سکے۔ ٹرانسلوے کا جدید قلعہ بربادی کے معرض خطر میں ہے۔ اسی وجہ سے جرمنوں کے شدید جوابی حملے شد و مد سے ہو رہے ہیں۔ جو بالکل ناکام رہے ہیں ✦

گرانڈکورٹ کی تسخیر
لنڈن ۹ فروری - پیرس - مغرب میں جرمنی خطوط تصادم پر برطانوی فتوحات کے جدید سلسلے میں گرانڈکورٹ کی تسخیر ہے ✦

شاندار برطانوی کامیابی
یکم جولائی کے بعد برطانوی اور فرانسیسی کامیابی میں یہ گاؤں ۱۵۰ واں ہے۔ ان فتوحات سے غنیم کے درمیان تردد اور تشویش بڑھ رہی ہے۔ اور انکو فکر دامنگیر ہے ✦

جدید طرز کی لڑائی
ایک نامہ نگار بیان کرتا ہے۔ کہ حملے جدید ترین قسم سے ہیں جسمیں بجائے مقامی گولہ باری کے عام آتشباری ہوتی ہے غنیم کو یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کب گرانے اور پھینکنے والے برطانوی شیر دل سپاہ توپ خانے کی آڑ میں مخفی اور پوشیدہ طور سے آرہے ہیں۔ اور خندقوں پر حملہ کرنے کے لئے سر ابھارینگے

۱۴ جہازوں کی غرقابی
لنڈن ۹ فروری - مندرجہ ذیل جہازات غرق کر دیئے گئے ہیں - برطانوی - ازل - کاریکز - پرنس - سینٹ تینیا - کروان پوائنٹ - سیکشن - برٹن - ویسٹرا - ہسپانوی - نیفرو کو - برطانوی چار چھوٹے دخانی جہاز - ناروی کا ایک جہاز - پیرو کا ایک بادبانی جہاز ✦

غرق شدہ جہازوں کا وزن - تمام غرق شدہ جہازوں کا وزن ۲۰ ہزار ٹن ہے ✦

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قادیان دارالامان - ۱۳ر فروری ۱۹۱۷ء

صداقت اسلام

صرف اسلام کا دستور العمل ہی مکمل ہے

یُوں تو ہر مذہب کے پیرؤوں کا دعویٰ ہے کہ صرف ہمارا ہی مذہب سچا اور کامل ہے۔ لیکن محض دعویٰ بغیر دلائل کے کبھی قابل پذیرائی نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اسلئے جب دلائل کی باری آتی ہے۔ اور واقعات سے انکے دعویٰ کو جانچا جاتا ہے۔ تو نہایت صاف طور پر واضح ہو جاتا ہو کہ سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو اپنے کامل ہونے کا ثبوت رکھتا ہو۔ اور جس نے اپنے پیرؤوں کو ہر موقعہ پر انسانی دماغ سے نکلی ہوئی تجاویز کا منت کش نہ ہونے دیا ہو ۔

اگر کوئی تعصب اور ضد کی وجہ سے اس بات کو نہ مانے تو الگ بات ہے۔ ورنہ عدل و انصاف سے کام لینے والا کوئی انسان بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ کہ اسلام نے ہر ایک اس امر کے متعلق جو انسانی زندگی سے خاص تعلق اور واسطہ رکھتا ہے۔ نہایت عمدگی اور خوبی سے قواعد مقرر فرما دئے ہیں۔ اور آج دنیا انہیں قواعد کو چار و ناچار ماننے پر مجبور ہو رہی اور اس ہادیٔ اکمل خیر البشر کی بتائی ہوئی کئی ایک باتوں کو اضطراراً مان رہی ہے۔ جس نے اسلام ایسی نعمت سے اس ظلمت کدہ کو بقعۂ نور بنایا ۔

آج موجودہ عالمگیر محاربہ نے ترک شراب اور رواج تعدد ازدواج کے لئے اہل یورپ کو مجبور کیا ہو لیکن اسلام شروع دن سے ہی اسی طرح کرنے کا حکم دیکر اپنے کامل نہیں بلکہ اکمل ہونے کا ثبوت دے چکا ہے۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ اور بھی اسلام کی کئی ایک ایسی باتیں ہیں۔ جن کے متعلق گو زبانی طور پر نہ سہی لیکن عملی طور پر دنیا ان کی صداقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہی ہے۔ دور کی باتوں کو جانے دیجئے۔ اپنے ہی ملک میں دیکھ لیجئے۔ کہ غیر مذاہب کے لوگ باوجود اسلام کے سخت معاند اور مخالف ہونے کے کئی باتوں کے لئے اسلام ہی کی خوشہ چینی کر رہے ہیں ۔

چند ہی ماہ ہوئے۔ آل انڈیا ہندو سبھا کا ایک عام جلسہ بمقام ہردوار منعقد ہوا تھا۔ اس میں یہ تجویز منظور ہوئی تھی۔ کہ ہندوؤں میں اتحاد و اتفاق کے بڑھانے اور عمدہ اوصاف مثلاً جسمانی دماغی دنیوی رُوحانی اور قومی فوائد کو ترقی دینے کے لئے سبھا کی رائے ہے۔ کہ تمام ہندوؤں کو چاہیئے کہ اپنی روزانہ رُوحانی ریاضت کے علاوہ روزمرہ گھر میں خاندان کے لوگوں کو جمع کر کے بھی عبادت کیا کریں۔ اور شِش ہولی۔ دسہرہ وغیرہ کی خاص خاص تقریبات کے موقعہ پر تیرتھ گاہوں اور مندروں میں جا کر مشترکہ پُوجا کریں۔ چنانچہ ایک سب کمیٹی اس غرض سے مقرر ہوئی۔ کہ وہ مشترکہ پوجا کے واسطے الفاظ اور طریقہ عبادت بنائے ۔

آل انڈیا ہندو سبھا کی اس تجویز کی نسبت ہم بڑے زور سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس بات کا فیصلہ کرنے کا ہمارے ہندو دوستوں نے بیسویں صدی میں تہیہ کیا۔ اس کا فیصلہ ہمارا ہادی اور راہ نما آج سے قریباً ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر کر چکا ہے۔ اور ہمارے ہاتھ میں ایک ایسا مکمل دستور العمل یعنے قرآن کریم دے گیا ہے۔ جسمیں مشترکہ عبادت کا بڑے زور سے ارشاد موجود ہے۔ اور نماز باجماعت ادا کرنا۔ جمعہ۔ عیدین اور حج کے اجتماع اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ بات جس کی ضرورت اور اہمیت کا اعتراف ایک زمانہ کے بعد جا کر ہونا تھا۔ اسکو اسلام نے پہلے دن سے ہی اپنے پیرؤوں کے لئے ضروری اور لازم قرار دے دیا تھا ۔

اس سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہو کہ اسلام ہی ایک کامل مذہب ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب اسلام کے محتاج اور حاجت مند ہیں کہ انکے پیرو اپنی طرف سے ایسی باتیں ایجاد کرنے پر مجبور ہوں جو ضرورت زمانہ یا علم و فہم کی ترقی ان کے سامنے پیش کرے۔ اور جن سے انکے مذہبی صحائف خالی ہوں۔ کیا آل انڈیا ہندو سبھا کا اس غرض سے ایک سب کمیٹی بنانا کہ وہ مشترکہ پوجا پاٹ کے لئے الفاظ اور طریق عبادت تجویز کرے۔ اس بات پر روشنی نہیں ڈالتا۔ کہ جس صحیفہ کو وہ اپنے مذہب کا دستور العمل قرار دیتے ہیں وہ مشترکہ پوجا پاٹ کے الفاظ اور مشترکہ طریق عبادت بتلانے سے خاموش ہی۔ اور کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ضرورت زمانہ ہمارے ہندو دوستوں کو مجبور کر رہی ہے کہ وہ اپنے مذہبی دستور العمل کو اپنے علم و عقل سے مکمل کریں ۔

یہ تو آل انڈیا ہندو سبھا کی دور اندیشی کا ذکر کیا ہوا اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کا وہ پُرجوش اور زمانہ شناس فرقہ جسے آریہ سماجی کہا جاتا ہے۔ اور جس کا بڑے زور شور کے ساتھ دعویٰ ہے۔ کہ ویدوں میں ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی بات بھی بیان ہو چکی ہے۔ اس لئے ان کے بعد کوئی الہامی کتاب نازل نہیں ہو سکتی۔ اور صرف وید ہی صفحۂ عالم پر ایک ایسی مکمل کتاب ہے۔ جسکو پرمیشور کا کلام کہا جا سکتا ہے۔ وہ بھی اس بات پر مجبور ہو رہے ہیں کہ اپنے بعض تمدنی اور معاشرتی معاملات میں ویدوں کی راہ نمائی نہ کرنے کے باعث خود ہی تجاویز سوچیں۔ اور ان پر عمل کریں ۔

اسکی تازہ مثال یہ ہو کہ روزانہ آریہ سماجی اخبار ٹیٹین لکھتا ہے کہ :-

"یہ امر واقعہ ہے کہ آج سے پہلے چند سال یہ رسم آریہ جاتی میں موجود نہ تھی۔ اور اسے آریہ سماج کے جاری کردہ یتیم خانوں نے آریہ جاتی میں رائج کیا ہے۔ یعنی جب کسی یتیم خانہ کی لڑکی کی شادی کی جاتی ہے۔ تو لڑکے یا اسکے وارثوں سے پانچ سو روپیہ نقد کسی بنک میں جمع کرایا جاتا ہے اور یہ روپیہ اس لڑکی کی رضامندی کے بغیر کئی سال گذر جانے کے بعد بھی نکالا نہیں جا سکتا۔ گویا مسلمانوں میں تو حق مہر کی شادی کے وقت صرف اقرار ہی کر دیا جاتا ہے۔ مگر ہندوؤں میں نقد روپیہ بنک میں جمع کرانے کی رسم جاری ہو رہی ہے۔ اور بعض ہندو روپیہ جمع کرانے کی رسم پر یتیم خانوں

کی مثال کو مدنظر رکھ کر خود بھی عمل کرنے لگ گئے ہیں۔" معلوم ہوتا ہے۔ وہ آریہ صاحبان جنہوں نے یتیم خانوں کی لڑکیوں کی شادی پر قدر روپیہ بنک میں جمع کرانے کا طریق جاری کیا ہے۔ یا جو اپنے گھروں میں بھی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ وہ ایڈیٹر صاحب بلیٹن کی نسبت بہت زیادہ اسلامی حق مہر کے متعلق واقفیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ اسلام حق مہر کو خواہ وہ کسقدر بھی ہو۔ اسی وقت سے عورت کی ملکیت قرار دے دیتا ہے۔ جبکہ نکاح ہوتا ہے۔ اور حکم ہے کہ نکاح کے وقت مہر ادا کر دیا جائے۔ نیز عورت کی اجازت اور منشار کے بغیر مرد کو ہرگز اختیار نہیں ہوتا کہ اس کو صرف اپنی مرضی سے کہیں خرچ کر سکے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے :-

واٰتوا النساء صدقٰتھن نحلۃ۔ فان طبن لکم عن شیء منہ نفسًا فکلوہ ھنیئًا مریئًا۔ (سورہ نسار)

کہ عورتوں کو انکے مہر خوشی سے دو۔ پس اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے تم کو کچھ دیں۔ تو اسکو تم خرچ کر سکتے ہو ؛

اسی اصل کو مدنظر رکھ کر آریہ صاحبان نے بھی شادی کرنے کے وقت روپیہ کا بنک میں جمع کرانا ضروری سمجھا ہے اور لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا خرچ کرنا ممنوع قرار دیا ہے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب بلیٹن کے نزدیک اسلام میں حق مہر کا صرف اقرار ہی کیا جاتا ہے۔ جو کہ درست نہیں ہے۔ بلکہ درست یہی ہے کہ مقررہ مہر پر عورت کو نکاح ہونے کے ساتھ ہی مالکانہ حقوق حاصل ہو جاتے ہیں ؛

ہمارے نزدیک کوئی سمجھدار اور عقلمند آریہ مہاشہ اس بات کے خلاف نہیں ہوگا۔ جسکو کہ انکے دور اندیش مہاشوں نے اسلام کی پوری پوری تقلید میں رواج دیا جا رہا ہے، اور جو نہایت مفید اور عورت کی قدر و قیمت کو بڑھانے والی اور اس کے اڑے وقت میں کام آنیوالی ہے۔ چونکہ آریہ صاحبان میں سے سمجھدار لوگ اسلامی مہر کو نہ صرف پسند ہی کرتے۔ بلکہ اس کو اپنے ہاں رواج بھی دے رہے ہیں۔ اسلئے ہمیں اسبات کی ضرورت نہیں کہ اسکے فوائد اور عمدہ نتائج بیان کرنے کی طرف توجہ کریں۔ لیکن ہم یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ کیا وہ آریہ صاحبان جن کا دعویٰ ہے۔ کہ وید ہر طرح سے مکمل ہیں وہ ہمیں یہ بتلانے کی تکلیف فرمائینگے کہ یہ بات انہوں نے وید کی کس شرتی سے اخذ کی ہے۔ اور اس وقت تک وہ شرتی کیوں پردۂ اخفا میں مستور رہی ہے۔ اور اگر وید میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور واقعہ میں نہیں ہی۔ تو کیا وہ نہایت فراخ حوصلگی سے مان لینگے۔ کہ وید ایسی باتوں سے خالی ہے۔ جن کی ضرورت اور اہمیت کو زمانہ کے زبردست ہاتھ صرف زبانی طور پر منوا ہی نہیں رہے بلکہ انپر عمل کرنے کے لئے بھی مجبور کر رہے ہیں۔ اور کیا ساتھ ہی وہ اسبات کا بھی اعتراف کرینگے۔ کہ وہ امر جس کے عمل کرنے کے لئے آج انہیں مجبور ہونا پڑا ہے۔ اُسکو اسلام آج سے تیرہ سَو سال پہلے نہایت فصاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کر چکا ہے۔ اور یہ اسبات کا ثبوت ہے کہ صرف اسلام کا دستور العمل ہی مکمل ہے ؛

کیا آریہ صاحبان ٹھنڈے دل سے اسپر غور کرنے کی تکلیف گوارا فرمائینگے۔ اور اسلام کے دستور العمل کے مکمل ہونے کے سامنے سر تسلیم خم کرینگے ؛

مستورات کی تعلیم

ہمعصر خالصہ اخبار اپنی ۹ فروری کی اشاعت میں بعنوان "ایک تعلیمیافتہ بیوی کی طرف سے شوہر کو سارٹیفکیٹ" بحوالہ روزنامہ اخبار بلیٹن کسی آریہ صاحب کا ذکر یوں کرتا ہے کہ آریہ مہاشہ کی بیوی نے اپنے خاوند کو اسکے دوستوں کے سامنے کہا۔ "دو چپ رہو بکومت سؤر۔ اُلو کا بچہ۔ ان الفاظ کے نقل کرنے کے بعد ہمعصر مذکور لکھتا ہے :۔ " یہ واقعہ زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ موجودہ تعلیم نے ہماری قوم کی امیدوں پر کیسا خطرناک کلہاڑا مارا ہے ؛

ہم اپنے ہمعصر کو بتانا چاہتے ہیں کہ یہ بد اخلاقی اور سخت کلامی جو خاوند کے حق میں اس عورت نے روا رکھی ہے۔ یہ گو ایک تعلیم یافتہ عورت کے لئے باعث ننگ و عار ہے لیکن اس سے یہ نہیں قرار دیا جا سکتا کہ عورتوں کو تعلیم ہی نہیں دینا چاہیئے۔ کیونکہ تجربہ اسبات کا شاہد ہے اور آئے دن کے وہ واقعات جو اَن پڑھ بیویوں کی طرف سے رُونما ہوتے ہیں۔ بتلاتے ہیں۔ کہ جاہل عورتیں زیادہ سوہان رُوح بنتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ واقعہ جو بلیٹن سے نقل کیا گیا ہے۔ اگر درست ہے، تو اس عورت نے تعلیم کے نام کو بدنام کیا ہے۔ مگر ہم اس بد اخلاقی کو تعلیم کا نتیجہ نہیں کہہ سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اول تو اس عورت نے اگر تعلیم پائی ہے تو نہایت تھوڑی اور برائے نام۔ دوسرے اس کو وہ تعلیم نہیں دیگئی۔ جو عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ اور ایک یہ بات بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ صرف تعلیم اس وقت تک بالکل ادھوری ہے، جب تک اسکے ساتھ تربیت نہ ہو۔ صرف کتابیں پڑھ لینے سے کوئی شخص عالم نہیں ہو جاتا۔ نیز جب تک پڑھانے والے ان اعلےٰ اخلاق کے خود نمونہ نہوں۔ جو انسانیت کے لئے نہایت ضروری اور اہم ہیں۔ اس وقت تک پڑھنے والوں سے بھی کسی بہتری کی امید نہیں ہو سکتی۔ اس موقعہ پر ہم یہ ضرور کہینگے۔ کہ جہاں تعلیم نسواں کے لئے شور برپا کئے جا رہے ہیں۔ وہاں اس بات کی سخت ضرورت ہے۔ کہ مستورات کو وہ تعلیم دی جائے۔ جو انکے اخلاق و عادات کو عمدہ بنانے اور انہیں منازل زندگی کے طے کرنے میں مددگار ثابت ہو ؛

ہماری جماعت کو بھی اس طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور مستورات کی تعلیم اور تربیت کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ کوئی قوم اس وقت تک مضبوط نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ترقی کر سکتی ہے۔ جب تک کہ مستورات حسنِ تربیت سے آراستہ نہوں۔

گورنمنٹ پنجاب کی یادداشت

اخبارات کو لوکل گورنمنٹ کی معرفت ذیل موصول ہوئی ہے۔ "نمک کی موجودہ سخت گرانی کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ تجویز کرتی ہے کہ اگر گرانی کی اس سطح میں فرق نہ آیا اور یہی حالت بدستور قائم رہی۔ تو صوبہ ہذا کی میونسپلٹیوں کو کسی قدر انہی اصولوں پر جن پر وہ ایام قحط میں غرباء کے لئے غلہ کی ارزاں دکانیں جاری کرتی ہیں۔ نمک کے ذخائر کھولنے کی اجازت دی جائیگی۔ اسبارہ میں گورنمنٹ ہند کو تجاویز بھیجی گئی ہیں۔ اگر جلد ہی نمک کے نرخ میں کمی نہوئی تو ان پر عملدرآمد کیا جائیگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

عدل پر کاربند رہو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۱۹ - جنوری ۱۹۱۷ء

سورہ فاتحہ تلاوت فرمانیکے بعد حضور نے یہ آیت پڑھی
ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون (۱۶ - ۹۲)

عدل یعنی برابری۔ کسی کے ساتھ برابر کا سلوک کرنا کئی قسم کا ہوتا ہے۔ بعض قسم کا ناجائز ہوتا ہے مثلاً اللہ سے کسی چیز کو برابر کرنا۔ کوئی کہے کہ میں عدل کرتا ہوں کہ اللہ کے برابر کسی کو جانتا ہوں۔ تو یہ عدل نہیں بلکہ شرک ہوگا اور بُری بات ہوگی۔ کیونکہ ایک بادشاہ سے غلام کو برابر کرنا انصاف اور عدل نہیں بلکہ ناانصافی اور ظلم ہوگا۔ ہاں عدل یہ ہوتا ہے کہ جتنا کسی کا حق ہوا اتنا اسکو دیدیا جائے۔ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنا اور جتنا حق ہوا اتنا نہ دینا اور جس کا حق نہ ہو اسکو دینا یہ عدل کے خلاف ہوجاتا ہے ۔

پھر حق کئی اقسام کے ہوتے ہیں مثلاً کئی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ایک شخص کسی سے کچھ لیتا ہے اور اتنا ہی اسکو دیتا ہے۔ کچھ حقوق خدا کی طرف سے ہوتے ہیں تو جو شخص ان حقوق کو پورا نہیں کرتا وہ غلطی کرتا ہے۔ اور کچھ حقوق تمدن کی طرف سے ہوتے ہیں۔ تمدن چاہتا ہے کہ خاص لوگوں سے مروت اور احسان کیا جائے اگر کوئی ان حقوق کو پورے طور پر ادا نہ کرے تو وہ ظالم ہوگا کچھ حقوق انسان اپنے نفس پر مقرر کر لیتا ہے مثلاً کہتا ہے کہ فلاں شخص سے یہ سلوک کروں لیکن اگر اس سے وہ سلوک نہیں کرتا تو عدل کے خلاف کرتا ہے ۔

غرض یہ مختلف حقوق خواہ وہ خدا کی طرف سے ہوں خواہ حکام کی طرف سے خواہ قرض کے طور پر ہوں خواہ تمدن کے رنگ میں خواہ اسکے اپنے نفس کے متعلق ہوں اور خواہ اور کسی قسم کے انکو پورے طور پر ادا کرنا انسان کو نیکی کی ایک ادنیٰ قسم کا وارث بناتا ہے اور ان حقوق کے ادا کرنے سے جو پیچھے ہٹتا ہے وہ نیکی کی طرف نہیں بلکہ بدی کے میدان میں آتا ہے۔ اور اس کا قدم بدی کی طرف بڑھتا ہے ۔

جو شخص اللہ تعالیٰ یا اسکے رسول یا حکام وقت کے حقوق ادا نہیں کرتا یا انمیں کوتاہی کرتا ہے یا جو حقوق قرضہ کے طور پر اسپر عائد ہوتے ہیں انمیں کوتاہی کرتا ہے یا جو تمدن کے حقوق میں کمی کرتا ہے یا اگر اپنے نفس کے لیئے مقرر کیئے ہوئے حقوق کو ادا نہیں کرتا وہ عدل سے نکل کر ظلم میں آتا ہے۔ اور برائی کا مرتکب ہوتا ہے۔
خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس کی نسبت فرماتا ہے اے مومنو عدل سے کام لو۔ یعنی خدا کے حقوق ہیں انکو ادا کرو جو اسکے رسول کے حقوق ہیں انکو ادا کرو۔ اور وہ حقوق جو حکومت کے ہیں انکو بھی ادا کرو۔ اگر لوگوں کے کچھ حقوق قرض کے طور پر آتے ہیں تو انکو ادا کرو۔ جو حقوق تمدن نے تمپر قائم کیئے ہیں انکو ادا کرو۔ یا وہ جو تمپر تمھارے نفس نے فرض کیئے ہیں۔ انکو بھی ادا کرو۔ اگر تم ان حقوق کو ادا کروگے تو یہ نیکی کی ادنیٰ قسم ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص عدل سے کام لے تو اسپر کوئی الزام نہیں آتا۔ اور گو اسکو مدارج عالیہ حاصل نہ ہوں مگر وہ گنہگار نہیں ہو سکتا مثلاً اگر کوئی شخص نماز کے فرائض اور سنن کو ادا کرتا ہے اور نفل نہیں پڑھتا یا کوئی زکوٰۃ جو خدا نے اور اسکے رسول نے مقرر کی ہے ادا کرتا ہے اور مسکینوں اور یتیموں کو زکوٰۃ کے ماسوا امداد کے طور پر کچھ نہیں دیتا تو وہ قابل الزام نہیں۔ اسی طرح حکومت کی طرف سے جو باتیں مقرر ہیں انکو پورے طور پر جس طرح سمجھتا ہے ادا کرے تو وہ زیر مواخذہ نہیں آسکتا۔ یا کسی کا قرض دینا ہو اور اسکو دیدیا جائے تو کوئی الزام نہیں آتا۔ یا تمدن نے جو حقوق قرار دیئے ہیں انکو ادا کرے تو کوئی اسپر حرف نہیں رکھے گا۔ یا خود اپنے نفس کے حقوق مقرر شدہ اور ثابت شدہ ہیں انکو ادا کرے تو زیادہ کے نہ دینے پر کچھ الزام نہیں ۔

پس ان حقوق کے ادا کرنے سے وہ صرف اپنے نفس کو پاک کرتا ہے اور پاکیزگی یہی ہے کہ اسپر کوئی الزام نہو۔ پس عدل کرنیکا نتیجہ یہ ہے کہ اسپر کوئی الزام عائد نہ ہو۔ لیکن اس عدل سے بڑھکر یہ ہے کہ یہی نہ ہو کہ کسی انسان پر کوئی الزام عائد نہ ہو بلکہ اسکی تعریف بھی ہو ۔

اس زمانہ میں بڑی نیکی یہ سمجھی جاتی ہے کہ کوئی شخص بُرا کام نہیں کرتا یعنی کسی سے کسی بات کی نقی کرنا اس زمانہ میں بڑی خوبی اور نیکی سمجھی جاتی ہے مثلاً کہتے ہیں کہ فلاں ظالم نہیں وہ بڑا اچھا آدمی ہے حالانکہ ظلم نہ کرنا بڑی نیکی نہیں بلکہ نیکی کا ادنیٰ مقام ہے کیونکہ کسی کا حق ادا کردینا کونسی بڑی نیکی کرتا ہے۔

بعض جگہ تو عدل کا ذکر کرنا شرم کی بات ہوتی ہے حضرت صاحبؑ ایک قصہ سنایا کرتے تھے کہ کسی شخص کے کوئی مہمان آیا میزبان نے اسکی بہت کچھ تواضع وتکریم کی اور کھانا وغیرہ اچھی طرح کھلایا بالآخر دنیا کے طریق کے بموجب اور اکرام ضیف کے رنگ میں اس مہمان سے کہا کہ میں نہایت شرمندہ ہوں کہ جناب کی کچھ خدمت نہیں کرسکا۔ مہمان نے جواب دیا کہ کیا اس طرح تم احسان جتاتے ہو کہ مجھکو تم نے کھانا کھلایا ہے۔ تم سوچو تو سہی کہ تمھارا کھانا کھلا کر مجھپر احسان ہوا یا میرا تم پر۔ کیا جب تم اندر کھانا لینے گئے تھے اگر اسوقت میں تمھارے مکان کو آگ لگا دیتا تو یہ تمام سامان جلکر راکھ کا ڈھیر نہ ہوجاتا۔ تو یہ تو میرا تمپر احسان ہے کہ میں نے تمھارے گھر کو آگ نہیں لگائی۔ کسی کے مال کی حفاظت کرنا اور کوئی نقصان نہ پہنچانا ایک اچھا کام ہے مگر ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ اس مہمان نے جس طرح اس بات کو ادا کیا۔ کیا کوئی عقلمند اسکو پسند کریگا۔ اس میں شک نہیں کہ اس نے اپنا فرض ادا کیا۔ کہ صاحب خانہ نے چونکہ اسے آرام پہنچایا تھا۔ وہ بھی کوئی ایسا فعل نہ کرتا جس سے میزبان کو نقصان اٹھانا پڑتا۔

مگر اس کا اس بات کو بیان کرنا کچھ قابل تعریف نہ تھا اور یہ کوئی خوبی کی بات نہیں تھی۔ بلکہ اسکا اظہار بھی قابل شرم اور لائق نفرت بات تھی ؛

غرض نیکی کے مقامات میں سب سے ادنیٰ مقام عدل کا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کہ انسان اسوقت تک مومن ہی نہیں بن سکتا جبتک کہ اسکو اپنے بھائی کیلئے وہی بات پسند نہ ہو جو اسکو اپنے نفس کے لیئے پسند ہے۔ کیوں۔ اسلیئے کہ اگر کسی شخص سے عدل میں فرق آتا ہے تو اس سے اسکے ایمان میں بھی فرق آجاتا ہے کیونکہ عدل کرنے سے ہی انسان ایمان کے پہلے درجہ میں داخل ہوتا ہے باقی رہے مدارج سو وہ عدل سے حاصل نہیں ہوتے۔ اور صرف عدل سے کوئی شخص اعلیٰ درجہ کا ایمان حاصل نہیں کرسکتا۔ ہاں نجات کے لیئے صرف عدل کافی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آکر اسلام کے متعلق پوچھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ اس نے کہا کیا ان کے سوا اور بھی ہیں۔ آپنے فرمایا نہیں۔ لیکن اگر تو زیادتی کرے یعنی نفل پڑھے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماہ رمضان کے روزے۔ اس نے کہا کیا انکے سوا اور روزے بھی ہیں۔ آپنے فرمایا نہیں مگر جو تو زیادہ رکھے یعنی نفل کے طور پر۔ پھر آپنے فرمایا زکوٰۃ دینی چاہیئے اس نے کہا کیا اسکے سوا اور بھی ہے۔ آپنے فرمایا نہیں مگر جو تو زیادتی کرے۔ یعنی اپنے طور پر خیرات کرے۔ یہ سنکر وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ کہ خدا کی قسم میں نہ ان میں زیادتی کرونگا نہ کمی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا یہ شخص کامیاب ہوگیا اگر اس نے سچ کہا ؛

جو شخص فرائض کو ادا کرتا ہے وہ صرف نجات کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ مگر قرب اور مدارج حاصل کرنے کیلیئے اور طریق ہیں ؛

رسول اللہ صلعم نے بھی یہی فرمایا ہے کہ اگر ان باتوں میں اس نے کمی نہ کی تو یہ نجات پاگیا یہ نہیں فرمایا کہ وہ اعلیٰ درجہ اور مقام بھی حاصل کرلیگا

غرض ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ ایمان کا عدل ہے۔ اور سب فرائض کو بغیر کسی کمی بیشی کے ادا کرنا نجات کیلیئے کافی ہے۔ لیکن اگر اس میں کمی کرے یا اس میں نقص آجائے تو ایمان میں نقص آجائے گا۔ اس لیئے ہر ایک مومن کو چاہیئے کہ اس بات کے لیئے زور لگائے کہ اس درجہ سے ترقی کرے۔ اور یہ نہو کہ وہ اس درجہ سے گرجائے کیونکہ اس سے گرنا ایمان کا ضائع کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں سے اسوقت تک کوئی مومن ہی نہیں بن سکتا جسوقت تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اسکو اپنے نفس کے لیئے پسند ہو یعنی اگر یہ چاہتا ہے کہ لوگ اسکے ساتھ نیکی کریں تو اسپر بھی فرض ہے کہ اپنے بھائی کے ساتھ وہ بھی عدل و انصاف کرے ؛

سو کوشش کرنا چاہیئے کہ کم از کم عدل پر تو انسان قائم ہو۔ قرآن شریف میں آتا ہے لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا خدا نے کوئی ایسی مشکل بات نہیں رکھی جو انسان کے نفس کی طاقت سے زیادہ ہو۔ پس اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کوشش کرے تو عادل ہوسکتا ہے۔ بعض لوگ کوشش ہی نہیں کرتے۔ اور اس کا نام فطرت رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اسی طرح کرنے پر مجبور ہیں۔ اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ وہ ایک بری عادت کا نام فطرت رکھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اعلیٰ طاقت اور نیک فطرت دی ہے اور قرآن کریم اس بات سے بھرا پڑا ہے۔ پس انسان کی فطرت کامل ہے۔ ہاں جو اس سے کام نہیں لیتا۔ یا اُلٹے رستہ پر ڈالکر خراب کرلیتا ہے۔ اس کا اپنا قصور ہے ؛

بہت سے لوگ سخت زبانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری فطرت ہی اس قسم کی واقع ہوئی ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے اور وہ اپنی عادت کو اگر درست کرنیکی کوشش کریں۔ تو کرسکتے ہیں۔ کیونکہ یہ باتیں انکے اپنے اختیار میں ہے۔ اور سخت کلامی کی عادت انہوں نے خود پیدا کی ہوئی ہے۔ اور جو عادت خود پیدا کی ہو۔ وہ دُور بھی کی جاسکتی ہے۔ خدا نے تو انسان کو اعلیٰ درجہ کی فطرت پر پیدا کیا ہے پس اگر لوگ خود اسکو مسخ کرلیتے ہیں تو یہ کیوں ممکن نہیں کہ اپنی حالت کو درست بھی کرلیں ؛

پس کم سے کم عدل کی طرف توجہ ہو۔ میں قادیان کے رہنے والوں کو بالخصوص نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بہت زیادہ عدل کی طرف متوجہ ہوں۔ بعض لوگوں کے میرے پاس خطوط آئے ہیں کہ قادیان کے بعض لوگ عدل سے کام نہیں لیتے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض باتیں غلط ہیں مگر بعض درست بھی نہیں۔ بعض تو اس قسم کی باتیں ہیں کہ مجبوراً کرنی پڑتی ہیں۔ مجھکو لکھا گیا ہے کہ جلسے کے موقعہ پر یہاں کے بعض لوگ خوش خلقی سے پیش نہیں آئے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی سے جو بات کہی جائے۔ وہ ٹھیک ہوتی ہے لیکن اسکا لہجہ سخت یا درشت ہونے کی وجہ سے دوسرے کو رنجیدہ کردیتا ہے۔ لیکن اگر وہی بات نرمی کے ساتھ اور عمدگی سے کہی جائے۔ تو پھر شکایت نہیں پیدا ہوتی۔ مثلاً ایک شخص سوال کرتا ہے کہ فلاں چیز مجھے دیدو اور اسکو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ میں نہیں دونگا گو یہ جواب معاملہ کے لحاظ سے عدل ہو مگر اخلاق کا عدل اجازت نہیں دیتا۔ کہ اس قسم کا جواب دیا جائے۔ کیونکہ یہی بات نرمی سے بھی کہی جاسکتی ہے۔ اور نرمی سے کلام کرنا کسی پر بار نہیں گذر سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے انسان کو بھی حکم ہوا کہ فرعون کے ساتھ نرم نرم باتیں کرنا۔ فرعون وہ ہے کہ جو خدائی کا دعویدار ہے اور بڑا سرکش اور متکبر ہے۔ مگر اسکے ساتھ گفتگو کرنے کا طریق خدا نے یہ بتلایا کہ نرم نرم باتیں کرنا تو وہی بات جو ایک انسان سختی سے کہنا چاہے وہ نرمی سے بھی کہہ سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مالی رنگ میں کسی ایسے شخص کو کچھ نہ دینا کہ جس کا حق نہ ہو۔ عدل کے خلاف نہیں۔ لیکن درشتی سے پیش آنا عدل کے بالکل خلاف ہے۔ تو اعد چیز کے نہ دینے پر مجبور کرتے ہیں۔ مگر ایسا جواب دینے پر مجبور نہیں کرتے۔ جس سے

رنجش پیدا ہو۔ پس اگر کوئی شخص تم سے کوئی سوال کرتا ہے اور تمہارے قواعد تم کو اجازت نہیں دیتے کہ اس کو پورا کرو تو اما السائل فلا تنھر کے ماتحت اس سے میٹھی آواز ۔۔۔ اور اس کو قول معروف کہدو۔ اور ترش روئی سے جواب نہ دو۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ عدل ایک ادنےٰ درجہ ہے۔ جو اس سے ہٹتا ہے وہ برائی کی طرف قدم مارتا ہے اب اگر کوئی کسی سے نرم بات نہیں کرتا۔ اور اپنی سختی کو فطرت کے سر تھوپتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ نعوذ باللہ قرآن کریم نے جھوٹ کہا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا نے انسان کو اعلیٰ اخلاق دیئے ہیں۔ آگے وہ خود ہی عادات کو خراب کر لیتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس پر زور دیوے تو اس کو درست بھی کر سکتا ہے۔

پس جو شخص عادل نہیں وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب عدل میں نقص آیا۔ تو ایمان مٹ گیا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی کی دل شکنی ہو گئی تو کیا ہوا۔ حالانکہ کسی سے اچھے اخلاق سے معاملہ کرنا عدل میں داخل ہے۔ اس لئے ہر ایک انسان کو چاہیئے کہ دوسرے کے ساتھ اس طریق سے پیش آئے جس طریق پر وہ خود چاہتا ہے۔ کہ لوگ اس سے سلوک کریں۔

پس میں یہاں کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ لوگوں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ حضرت مسیح ناصری اس شخص پر بہت افسوس کرتے ہیں۔ جو اپنی کسی حرکت سے دوسرے کے لئے ٹھوکر کا موجب بنے۔ لیکن بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ اجی کیا ہوا ہمارے ذریعہ کوئی گمراہ ہو گیا۔ قرآن شریف کے ذریعہ بھی تو گمراہ ہوتے ہیں چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا۔ مگر ان کو معلوم نہیں۔ کہ جو لوگ قرآن شریف کی وجہ سے گمراہ ہوتے ہیں۔ ان کے لئے قرآن شریف میں کوئی ایسی ٹھوکر نہیں ہے۔ جس کے باعث وہ گمراہ ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کی اپنی طبیعت کی تیرگی ان کے گمراہ ہونے کا سبب ہوتی ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ حضرت معاذ رضؓ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر دوسروں کو جا کر نماز پڑھاتے۔ اور بہت لمبی سورتیں پڑھتے ایک روز آپ نے سورہ بقر شروع کر دی۔ ایک شخص نے نماز توڑ کر الگ پڑھ لی۔ مسلمانوں نے کہا کہ یہ منافق ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر ہوا۔ آپ نے اس کو بلایا۔ اس نے عرض کیا۔ حضور وہ لمبی نماز پڑھتے ہیں۔ میں تھکا ماندہ تھا۔ مجھ سے ان کے ساتھ پڑھی نہیں جا سکتی تھی۔ یہ سنکر آپؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ نے معاذ کو فرمایا کہ تو فتان یعنے تو فتنہ باز ہے۔ چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھا کرو۔ بظاہر بڑی سورتیں پڑھنا نیکی ہے۔ لیکن چونکہ اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضؓ کو فتان کہا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اصل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ آپؐ نوافل میں بڑی سورتیں پڑھتے ہیں۔ اور اس نے اجتہاد میں غلطی کر کے فرائض میں بھی بڑی سورتیں پڑھنی شروع کر دیں یہ ایک غلطی تھی۔ اور اس سے لوگوں کو ابتلا ہوتا تھا اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روک دیا۔ اگرچہ فرائض میں بڑی سورتیں پڑھنا گناہ نہیں۔ مگر غلطی ضرور تھی۔ پھر یہ کوئی بد اخلاقی نہیں بلکہ اجتہادی غلطی تھی۔ لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضؓ کو فتان قرار دیا۔ اس سے سمجھ لینا چاہیئے کہ جہاں بد اخلاقی ہو وہاں کیا کہنا چاہیئے۔ بد اخلاقی کے مقابلہ میں تو یہ غلطی کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ بد اخلاقی کے نتائج بہت برے ہیں۔ اور خوش اخلاقی میں کچھ نقصان نہیں۔ صرف اپنی زبان پر قابو کرنا ہے۔ پھر ایک شخص کہتا ہے کہ قادیان میں ہر ایک شخص اپنے تئیں مسیح موعود سمجھتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قادیان میں رہنا برکت کا موجب ہے۔ مگر یہ نہیں کہ ہر ایک شخص قادیان میں رہنے کی وجہ سے دوسروں پر خواہ مخواہ فخر کرے۔ پس اگر تم کسی سے گفتگو کرو تو یہ کہکر کہ میں قادیان میں رہنے والا ہوں اس کو حقیر نہ سمجھو اور نہ اس طرح اس پر فضیلت جتلاؤ۔ بلکہ دلایل سے بات چیت کر سکتے ہو تو کرو۔ اور دلایل سے خاموش کرنا اور بات ہے۔ میں

کہتا ہوں قادیان کی رہایش اگر خوش خلقی نہیں سکھاتی۔ تو پھر قادیان کی رہایش کوئی موجب فخر نہیں۔ فخر تو اس بات کا ہے۔ کہ تم میں اور دوسروں میں ایک نمایاں فرق ہو۔ تمہارے اخلاق اطوار سے اعلیٰ ہوں۔ قادیان کی رہایش کو برکت والی ثابت کرو۔ اگر تم میں اکرام ضیف ہو۔ تو لوگ خود بخود تمہیں پر لٹو ہو جائینگے۔ اور تمہارے کینے کیضرورت ہی نہ رہے گی۔ لیکن اگر بے جا طور پر فخر کرو گے اور اپنے منہ سے بڑے بنوگے تو اسطرح دوسروں کیلئے ابتلاء کا موجب ٹھیرو گے۔ پس اگر تم دشمن کے سامنے کسی بات پر فخر کرو تو کر سکتے ہو۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں۔ کہ اپنے بھائیوں میں فخر کرنے لگو۔ اگر تمہارے اندر خوش خلقی ہوگی۔ تو لوگ خود تمہاری عزت اور تکریم کرنے پر مجبور ہوں گے۔ پس تم میں سے ہر ایک شخص اگر اور کچھ نہیں تو کم از کم اپنے اندر ادنیٰ قسم کا ایمان تو پیدا کرے۔ کہ دوسروں سے وہ سلوک کرے جسکی توقع دوسروں سے رکھتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمارے دوستوں کو توفیق دے کہ وہ کسی کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ تمام جماعت خصوصاً قادیان کے لوگوں کو اپنے اعمال میں ترقی کی توفیق دے۔

انوار خلافت

جنتریاں اور کیلنڈر

سال رواں کے متعلق ہمارے پاس چند ایک جنتریاں اور ایک کیلنڈر موصول ہوا ہے - ان کے متعلق ہم اپنے ناظرین کرام کو مختصر الفاظ میں اسلئے اطلاع دیتے ہیں - کہ ان میں سے جسے پسند کریں منگوا کر تاریخ وغیرہ دیکھنے کا فایدہ اٹھا سکیں

بخشی جنتری

یہ جنتری محمد شفیع احمد صاحب مالک فرم ایس - اے - بی بخشی اینڈ کو کلکتہ نے چھپوا کر شایع کی ہے - اور قریباً ۱۸ سال سے یہ جنتری شایع ہو رہی ہے - اس کے شایع کرنیکی اصل غرض فرم مذکور کی اشیاء و زیورات - گھڑیاں اور دیگر سامان تعیش کا اعلان اور اشتہار ہے - لیکن ساتھ ہی چند اوراق پر مختلف سنین کی تاریخیں وغیرہ بھی درج کی گئی ہیں - ہم اس جنتری کے متعلق صرف یہ مشورہ دے سکتے ہیں - کہ اس سے صرف تاریخیں وغیرہ دیکھنے کا فایدہ اٹھانا چاہیئے اور بس - کیونکہ جن اشیاء کا اس میں اشتہار ہے - ان میں سے مشت نمونہ از خروارے کے طور پر ہماری معرفت ایک دوست نے کچھ اشیاء منگوا کر فرم مذکور کے متعلق ہمارے حسن ظن کو قایم نہیں رہنے دیا - یہ جنتری مذکور صرف آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر بلاقیمت مندرجہ بالا پتہ سے ملسکتی ہے - جو احباب منگوائیں وہ ہمارے مندرجہ بالا مشورہ کو بھی ضرور مد نظر رکھیں -

اشرف التقویم

یہ جنتری حاجی سید محمد مرتضیٰ علی صاحب مراد آبادی نے ڈیرھ سو صفحات کی کتاب کی شکل میں شایع کی ہے - جس میں کئی دلچسپ مضامین - مثلاً نہر سویز کی تاریخ - شیخ سنوسی اور طریقہ سنوسیہ کا تذکرہ بھی درج ہیں - اور ساتھ ہی ماہواری اخراجات کے نقشہ جات بھی تاریخوار بنائے گئے ہیں - جن کو اگرچہ مکمل نہیں کہا سکتا تاہم جس قدر ہیں مفید ہیں - سودیشی ڈائرکٹری کے زیر عنوان سے ہندوستانی صنعت و حرفت کے کارخانوں کے پتے درج ہیں - اور اخیر میں فہرست کتب و ادویات شامل ہے - جسے اصل باعث اس جنتری کے شایع کرنے کا سمجھنا چاہیئے - کاغذ بہت ہلکا لگایا گیا ہے - لیکن موجودہ زمانہ میں اسکے لئے معذور بھی قرار دیا جا سکتا ہے - اس کی قیمت ۴ر بلا محصول ڈاک ہے - اور مینیجر صاحب اسلامیہ بک ایجنسی مراد آباد سے مل سکتی ہے - احباب اس سے فایدہ اٹھا سکتے ہیں -

درویش جنتری

رسالہ راز و نیاز نے اپنا نوروز نمبر معروف بہ درویش جنتری شایع کیا ہے - جس میں بعض مفید معلومات کے علاوہ ہندوستان کے مختلف اخبارات و رسالہ جات کی فہرست - غزوات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم - مسایل فقیہہ و اشعار بھی درج ہیں لکھائی چھپائی عمدہ ہے - اور خاصکر ٹیٹل پیج بہت خوبصورت بنایا گیا ہے - قیمت ۳ر ہے - احباب فائدہ اٹھا سکتے ہیں - رسالہ راز و نیاز کی قیمت عہ سالانہ اور مقام اشاعت کیمپ میرٹھ ہے -

کیلنڈر

ہندوستان انشورنس اینڈ مٹوچول بینفٹ سوسائٹی لیمیٹڈ گوجرانوالہ کا دیوار پر لٹکانے کا کیلنڈر ہمیں وصول ہوا ہے - جو نہایت خوبصورت اور خوشنما ہونیکے ساتھ ہی دوامی بھی ہے - اس میں ہفتہ کے دنوں انگریزی مہینوں - اور مہینہ کی تاریخوں کے الگ الگ کارڈ موجود ہیں - اور ہر روز تاریخ اور دن کے کارڈ کو بدلا جاتا ہے اگر احتیاط سے رکھا جاوے تو یہ کیلنڈر سالہا سال تک کام دے سکتا ہے - اس پر شہنشاہ معظم اور ملکہ معظمہ کے فوٹو بھی نہایت عمدہ چھپے ہیں - ہم مکرر کہتے ہیں کہ یہ کیلنڈر نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب ہے - احباب مندرجہ بالا پتہ سے ضرور منگوائیں - افسوس ہم اس کے متعلق کچھ نہیں بتا سکتے کہ کیلنڈر قیمتاً ملتا ہے یا مفت -

اشتہار

ضرورت نکاح

پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے - نکاح ثانی کا ارادہ ہے - پندرہ روپیہ ماہوار تنخواہ - اول درجہ کا پٹواری ۲۰ بیگہ زمین ذات ارائیں سکونت قصبہ سنور - مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پتہ یہ ہے

محمد علی احمدی پٹواری گھڑونواں تحصیل سرہند ریاست پٹیالہ

ضرورت شادی

جائیداد ایک مکان قریباً ۳ ہزار روپے کا ہے - پانچ چھ سو نقد - اور روزانہ آمد قریباً سوا روپیہ نکاح کرنا چاہتا ہوں - باغبان قوم والے احمدی خط و کتابت فرمائیں - تو بہتر ہے -

نظام الدین بکی دروازہ لاہور

فہرست نو مبائعین

- مستری نظام الدین صاحب ضلع [illegible]
- مستری کالو صاحب " "
- مستری امام الدین صاحب " "
- اہلیہ فیروز الدین صاحب ضلع کانگڑہ
- اہلیہ شمس الدین صاحب ضلع بھاگلپور
- والدہ محمد حال " "
- خادم محمد حال " "
- شمس الدین صاحب ضلع دکوہ
- بابو محمد الدین صاحب ضلع ہزارہ
- منشی حسین محمد صاحب مردان
- اہلیہ مرزا محمد حسین صاحب ملتان
- حسن علی صاحب ضلع گوجرانوالہ
- دوست محمد صاحب ضلع ہوشیارپور
- امام الدین صاحب "
- کریم صاحب ضلع مونگیر
- شاہ محمد صاحب ضلع سیالکوٹ
- عبد الواحد صاحب ضلع امرتسر
- فتح محمد صاحب ضلع گوجرانوالہ
- نظام الدین صاحب ضلع جالندھر
- اہلیہ صاحبہ علی شیر صاحب ضلع فیروزپور
- تند[illegible] خانصاحب ہزارہ جہلم
- مقصدین صاحب ضلع گجرات
- محمد شین صاحب ضلع ہوشیارپور
- اہلیہ مستری پیر محمد ضلع سیالکوٹ
- محمد الدین صاحب گجرات
- اہلیہ صاحبہ غلام محمد ضلع ہوشیارپور
- خانصاحب عباس خان ضلع ہزارہ
- جیوے خان صاحب ضلع ہوشیارپور
- میاں رحیم الدین صاحب کلرک نہر سرگودہ ۲۰۷